(iv) بہتر اسلوب حکمرانی کے اسلامی پس منظر پر روشنی ڈالیں۔

(v) پاکستانی آئین کے مطابق وزیر اعظم کی حیثیت اور اختیارات کے بارے میں بحث کریں۔

(vi) پاکستان میں بہتر اسلوب حکمرانی کی راہ میں کون سی رکاوٹیں ہیں؟

(vii) بہتر اسلوب حکمرانی کے لیے کیا اقدامات ضروری ہیں؟

باب ششم

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ثقافت (کلچر)

ثقافت کی تعریف

ثقافت کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ انسانی معاشرے کا وجود اور اُس کی ترقی ثقافت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ ثقافت ہی وہ بنیادی شے ہے جس سے ہم انسان اور حیوان میں تمیز کرتے ہیں۔ مختلف ماہرین عمرانیات نے اپنے اپنے نقطہ نظر سے ثقافت کی تعریفیں یوں کی ہیں۔

لینٹن کہتے ہیں۔ ''ثقافت ایک معاشرتی ورثہ ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل کو انفرادی اور اجتماعی تجربات سے منتقل ہوتا رہتا ہے۔''

ٹیلر کہتے ہیں۔ ''ثقافت سے مراد وہ تمام اشکال ہیں جو علم، عقیدے، فن، اَخلاق، قانون، دستور اور دوسری صلاحیتوں اور عادات سے معاشرے کو ایک طویل وقت میں حاصل ہوتی ہیں۔''

مندرجہ بالا تعریفوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچ سکتے ہیں کہ ثقافت زندگی میں پیش آمدہ مختلف سرگرمیوں کا ایک خاکہ، نمونہ اور طریقہ ہے جس پر معاشرہ عمل پیرا ہوتا ہے اور اسے ایک سے دوسری نسل کو منتقل کرتا ہے۔

ثقافت انفرادی نہیں بلکہ ایک اجتماعی عمل ہے۔ اجتماعی انسانی برتاؤ اور اس کی روزمرہ زندگی کو ایک مجموعے کی شکل میں ہم ثقافت کہہ سکتے ہیں۔ اس لیے دُنیا کے مختلف خطوں میں وہاں کے باسی ایک جیسے رویوں، اَخلاق اور عمومی معاملات کے مالک ہوتے ہیں۔

ثقافت کی اہمیت

معاشرے کی زیادہ تر ثقافتی اقدار، افراد اپنے آباؤ اجداد سے وراثت میں پاتے ہیں، کچھ جدید ضروریات کے مطابق خود وضع کر لیتے ہیں اور کچھ دوسرے معاشروں سے مستعار لیتے ہیں۔ ثقافت ارتقا پذیر

NOT FOR SALE

ہے۔ یہ یکسانیت کا شکار نہیں ہوتی۔ تبدیلی اس کا لازمی جزو ہے۔ مگر تبدیلی کے مزاج کا ثقافت کے مزاج سے لگاؤ ضروری ہے۔ اجنبی اور غیر مانوس رویوں اور اقدار کو ثقافت قبول نہیں کرتی۔ بلکہ ان میں کچھ ایسی تبدیلیاں کر لیتی ہے کہ وہ رویے اور اقدار اجنبی نہیں رہتے بلکہ ثقافت کے عمومی مزاج سے ہم آہنگ ہو جاتے ہیں۔ ثقافت ایک مہینے یا ایک سال میں نہیں بنتی۔ یہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور ضرورت پڑنے پر نئے ثقافتی عناصر کا اضافہ کرتی رہتی ہے۔ ثقافت کا رشتہ ماضی کے ساتھ استوار ہوتا ہے۔ ماضی کے بغیر ثقافت کو زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔ ثقافت بدلتے ہوئے حالات میں انسان کو ذہنی طور پر مستعد کر دیتی ہے۔ انسان جدید ضروریات کے مطابق تبدیلیوں کو برداشت کرتا ہے اور خود کو نئے سانچے میں ڈھالتا ہے۔

درحقیقت ثقافت اپنی تبدیلیوں کے ارتقا کا نام ہے۔

ثقافت کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ 1۔ مادی ثقافت 2۔ غیر مادی ثقافت

1. مادی ثقافت

مادی ثقافت میں انسانی ضروریات کے عوامل اور اشیاء شامل ہو جاتی ہیں۔ جیسے گھر، سڑک، گاڑی، پین، میز، ریڈیو سیٹ وغیرہ۔ یہ انسانی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے ماحول کو کنٹرول کرتا ہے اور اپنی زندگی کو آرام دہ اور محفوظ بناتا ہے۔

2. غیر مادی ثقافت

غیر مادی ثقافت سے مراد وہ ثقافت ہے جس میں ہم غیر مادی چیزوں کا ذکر کرتے ہیں۔ اس میں ہم جسم سے زیادہ روح کو اہمیت دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر مذہب، فن، خیالات، دستور، اقدار، رویے، علم اور تہوار وغیرہ۔ یہ ساری چیزیں جسمانی یا ظاہری شکل میں نہیں ہوتیں۔ یہاں انسانی برتاؤ کا تعین ضروری ہو جاتا ہے۔

ایک ثقافت پوری دنیا کی ہے جسے ہم انسانی ثقافت کہتے ہیں۔ اس ثقافت میں دنیا کے تمام انسانوں کی کوشش شامل ہے۔ ہماری وہ اقدار جو آفاقی درجہ رکھتی ہیں اس ثقافت میں شامل ہیں۔ اس لیے جہاں ظلم و بربریت ہوتی ہے اس کی مذمت کی جاتی ہے۔ جہاں ضرورت پڑتی ہے لوگ ایک دوسرے کی مدد کو آ جاتے

ہیں۔ لیکن پوری دُنیا کی ثقافت کو ہم مکمل ثقافت نہیں کہہ سکتے اس لیے کہ مکمل ثقافت ایک چھوٹے سے خطے میں جنم لیتی ہے۔ وہاں کے تقاضوں کے مطابق خود کو ڈھالتی ہے۔ اس لیے دُنیا کی ثقافت کے ساتھ ساتھ ہر براعظم کی اپنی اپنی ثقافت ہے۔ ایشیائی اپنی ثقافت کی وجہ سے پوری دُنیا میں پہچانے جاتے ہیں۔ پھر ہر ملک کی اپنی ثقافت ہے، پاکستان کی بھی ایک اپنی منفرد ثقافت ہے۔ یہ ثقافت پاکستان کے وجود میں آنے سے بہت پہلے وجود میں آ چکی تھی۔

پاکستان قدیم تہذیبوں کا گہوارہ: پروفیسر ٹائن بی (Professor Toynbee) اور ثقافت و تہذیب۔

پروفیسر ڈاکٹر آرنلڈ ٹائن بی (Professor Dr Arnold Toynbee) تہذیبوں اور ثقافت کے حوالے سے ایک جانا پہچانا نام ہے اُس کی شہرہ آفاق تصنیف ''تاریخ کا مطالعہ'' (A Study of History) کی پہلی جلد 1934ء جبکہ بارہویں اور آخری جلد 1961ء میں شائع ہوئی۔ اپنی اس مشہور تصنیف میں اس نے 26 مختلف تہذیبوں اور ثقافتوں کا مطالعہ کیا ہے۔ تہذیبوں کی ابتداء، ارتقاء اور زوال کے متعلق سوالات اٹھائے ہیں۔ پھر اس نے اپنے نظریے کے مطابق اُس کے جواب بھی دیے ہیں۔ اُس کے سوالات اور جوابات درج ذیل ہیں۔

1۔ تہذیبوں کی ابتداء کیسے اور کیوں ہوئی؟
2۔ تہذیبیں کیوں اور کیسے ترقی کرتی ہیں؟
3۔ تہذیبوں کا زوال کیوں اور کیسے ہوتا ہے؟

ٹائن بی کے مطابق تہذیبیں اور ثقافت مشکل حالات میں جنم لیتی ہیں اور انھی حالات میں ترقی کرتی ہیں۔ جب کسی تہذیب کو کوئی چیلنج درپیش ہوتا ہے اور تہذیب اس کا مناسب اور موزوں جواب دیتی ہے، تو یہ تہذیب کی ترقی میں ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ لیکن اگر تہذیب اُس کا صحیح جواب دینے میں ناکام ہو جاتی ہے تو ایسی تہذیبیں زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ اس نظریے کو ''للکار اور جواب'' (Challenge and Response) کا نام دیا گیا ہے۔ ٹائن بی کے مطابق رہن سہن کی سادگی، سائنس اور فنی تعلیم تہذیب کی ترقی کے لیے لازمی عناصر ہیں۔

ٹائن بی کے نظریہ تہذیب و ثقافت کے اس مختصر تعارف کے بعد اب ہم پاکستان میں تہذیبوں کا جائزہ

لیتے ہیں۔ پاکستان جس خطے میں واقع ہے اس کو قدیم زمانے میں ہند کہا جاتا تھا۔ ٹائن بی نے اُسے ابتدائی تہذیبوں کا گہوارہ گردانا ہے۔ مزید براں علم آثار قدیمہ اور علم عمرانیات بھی اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ دُنیا کی قدیم ثقافتیں جہاں مصر اور یونان میں تھیں وہاں ہندوستان میں بھی کئی قدیم ثقافتیں تھیں۔ جن میں زیادہ مشہور گندھارا اور وادی سندھ کی تہذیبیں ہیں۔

چین کا مشہور سیاح اور زائر ہیون سانگ، (جو ساتویں صدی عیسوی کی ابتداء میں گندھارا آیا) لکھتا ہے کہ گندھارا کی ریاست دریائے سندھ کے مغربی علاقوں یعنی وادی پشاور، سوات، بونیر اور باجوڑ کے علاقوں پر مشتمل ہے۔ گندھارا کا پہلی دفعہ ذکر ہندوؤں کی مذہبی کتاب ''رگ وید'' میں کیا گیا۔ گندھارا ایران کے ہخامنشی بادشاہ ڈارلیس (Darius) کی سلطنت کا ایک صوبہ تھا۔ چھٹی صدی قبل مسیح سے لے کر پہلی صدی عیسوی تک اس کا دارالخلافہ ''پشکلاوتی'' (موجودہ چارسدہ) تھا جبکہ اس کے بعد پشاور اس کا دارالخلافہ بنا جو کہ اس زمانے میں کنیشکا پورہ کہلاتا تھا۔ عام خیال یہ ہے کہ ٹیکسلا بھی گندھارا کا دارالخلافہ رہا ہے لیکن یہ بات درست نہیں۔ اس پورے دور میں ٹیکسلا کبھی بھی گندھارا کا دارالخلافہ نہیں بنا تاہم یہاں بدھ مت کی تعلیمی یونیورسٹی کی وجہ سے ٹیکسلا نے بہت اہم مقام حاصل کرلیا۔

گندھارا فن جس پر کہ ہندوستانی، یونانی، رومن اور ایرانی فن کاروں کا بہت اثر تھا۔ پہلی صدی عیسوی میں پروان چڑھا۔ اس فن کا مقصد بدھ مت کی تعلیمات کا پرچار کرنا تھا۔ جس کو بتوں کی شکل میں مختلف اشیاء سے بنایا گیا۔ ان بتوں کو خانقاہوں اور سٹوپا (Stupas) میں رکھا جاتا تھا۔ یہ سٹوپے پورے گندھارا میں ہزاروں کی تعداد میں بنائے گئے۔ (ان میں سے چند اب بھی سوات میں موجود ہیں)۔ ان میں گوتم بدھ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کیا گیا۔ اس کے مختلف نمونے جو کہ تخت بھائی، سری بہلول (مردان) اور شاہ جی کی ڈھیری (پشاور) سے حاصل کیے گئے پشاور میوزیم میں نمائش کے لیے رکھے گئے ہیں۔ اگر ایک طرف پاکستان کے شمال مغربی علاقوں میں گندھارا تہذیب پروان چڑھی تو دوسری طرف پاکستان کے دوسرے علاقوں میں اور تہذیبیں رُو بہ ترقی رہیں۔ جن میں زیادہ مشہور پنجاب کی ہڑپہ اور سندھ کی موہنجوداڑو کی تہذیبیں ہیں۔

ثقافت میں سب سے بنیادی چیز زبان ہے۔ پاکستان میں پشتون، پنجابی، بلوچی، سندھی، براہوی، سرائیکی، پوٹھوہاری، کشمیری اور گوجری ثقافتیں مشہور ہیں۔ یہ وہ ثقافتیں ہیں جو زبان کی بنا پر مختلف نسبتی ناموں سے مشہور ہوئیں۔ کچھ ثقافتیں مذاہب کی بنا پر بھی وجود میں آئیں۔ یہاں ہم مختصراً چند ثقافتوں کا جائزہ لیتے ہیں۔

پشتون ثقافت

خیبر پختونخوا صوبہ، وفاقی وصوبائی قبائلی علاقہ جات، بلوچستان کے چند اضلاع، میانوالی اور جنوبی اور مشرقی افغانستان میں جو ثقافت موجود ہے اسے پشتون ثقافت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پشتون ثقافت ان عادات واطوار کا مجموعہ ہے جو اس خطے کے لوگوں کی زندگی میں موجود ہے۔ جفاکشی، غیرت، مہمان نوازی، ہتھیاروں سے محبت، لوک گیت، فتح یابی ومحبت کی رومانوی داستانیں، نشانہ بازی، گھوڑ دوڑ، سخت کوشی بزرگوں کی قدر وعزت، ناموس اور آزادی کی حفاظت اور سرکشی پشتون ثقافت کے بنیادی اجزا ہیں۔ پشتون ثقافت کے بنیادی اجزا ہیں۔

پنجابی ثقافت

پانچ دریاؤں کی سرزمین پنجاب برصغیر ہندوپاک کا زرخیز ترین علاقہ ہے۔ تقسیم ہند کے ساتھ پنجاب بھی دو حصوں میں تقسیم ہوا یعنی پاکستانی پنجاب اور بھارتی پنجاب۔ لیکن ثقافتی حوالے سے پنجاب دونوں طرف ایک جیسا ہی ہے۔ پنجاب میں بولی جانے والی زبان کو پنجابی کہتے ہیں۔ مجموعی طور پر پنجابی ثقافت میں میلے، تہوار، عروس، لڈی ناچ، گھڑسواری و دوڑ، بسنت، کھیل تماشے، صوفیاء سے محبت، لوک ادب سے عشق، خوش خوراکی، قصہ گوئی اور قصہ سننے کی بے تابی اب بھی موجود ہے۔ اس ثقافت میں لطائف، عوامی جملے اور بول چال اور داستان سرائی اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ موجود ہے۔

سندھی ثقافت

قدیم موہنجوداڑو کا مسکن سندھ انسانی بودوباش کے حوالے سے پاکستان کا قدیم ترین علاقہ ہے۔ سندھ کے اکثریتی علاقوں میں سندھی زبان بولی جاتی ہے۔ زراعت اور ماہی گیری دو بڑے پیشے ہیں۔ قدیم وڈیرا نظام اب بھی اس خطے میں موجود ہے۔ یہاں کی ثقافت میں قدیمی اثرات زیادہ ہیں۔ کاروکاری کی رسم، قرآن مجید سے لڑکیوں کا نکاح، ملاکھڑا، بیلوں کی دوڑ، کلہاڑی کا بطور ہتھیار استعمال، خواتین کے لباس پر گلکاری، مردوں کی کلاہ ولنگی، اکثر مردوں کا لمبی لمبی مونچھیں رکھنا، دشمنیاں پالنا، مہمان نوازی، جرگہ نظام،

NOT FOR SALE

زرعی اجناس کی غیر مساویانہ تقسیم، خواتین کا مخصوص لباس، خواتین میں چوڑیوں کی غیر معمولی مقبولیت اور دیہی علاقوں میں اب بھی جدید تعلیم کی مخالفت اس ثقافت کی چند نمایاں جھلکیاں ہیں۔

بلوچی ثقافت:

سنگلاخ پہاڑوں کے باسی بلوچ اپنی ثقافت کے لیے مشہور ہیں۔ قدیم روایات، سرداری نظام، شادی بیاہ اور خوشی کے مواقع کی خاص رسومات، لباس پر گلکاری، انواع و اقسام کی خاص بلوچی غذائیں، بندوق، تلوار اور خانہ بدوشی اس ثقافت کے بنیادی اجزاء ہیں۔ صوبہ بلوچستان میں یہ ثقافت اپنی تمام تر قدیمی اقدار کے ساتھ اب بھی ویسے ہی رائج ہے۔ بلوچی ثقافت پر ایرانی ثقافت کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔ ان کی دستکاریوں اور ظروف میں بھی ایرانی اثرات نمایاں ہیں۔ جدید تعلیم سے دوری، ذرائع ابلاغ کے نہ ہونے سے بلوچی ثقافت میں اب بھی ایسے اجزاء موجود ہیں جو دوسری ثقافتوں میں اب ناپید ہیں۔

پاکستان کا ثقافتی ورثہ - اہم مقامات:

پاکستان کی سرزمین قدیم ثقافتوں اور تہذیبوں کا گہوارہ رہی ہے۔ جس میں وادی سندھ کی تہذیب (Indus Valley Civilization) اور گندھارا تہذیب (Gandhara Civilization) بہت ہی اہم ہیں۔

وادی سندھ کی تہذیب کے حوالے سے اہم ترین مقامات موہنجوداڑو اور ہڑپہ ہیں۔ ان مقامات کے مشاہدے سے پتا چلتا ہے کہ وادی سندھ کی تہذیب شہری تھی۔ موہنجوداڑو اور ہڑپہ کے شہر وسیع اور گنجان آباد تھے۔ محلوں، گلی کوچوں اور بازاروں کی تعمیر و ترتیب میں کافی محنت سے کام لیا گیا تھا۔ گلیاں کشادہ تھیں۔ صفائی کا اعلیٰ انتظام تھا۔ گلیوں میں پانی کے نکاس کے لیے پختہ نالیاں تعمیر کی گئی تھیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس علاقے کے لوگ تہذیب یافتہ تھے۔ رہائشی مکانات کی تعمیر میں بھی بڑا سلیقہ نظر آتا ہے۔ بیرونی دیواروں کے علاوہ فرش بھی پختہ اینٹوں سے بنائے گئے تھے۔ گھروں میں تازہ ہوا اور روشنی کا معقول انتظام تھا۔ موسم کی شدت سے بچنے کے لیے گھروں کے نیچے تہہ خانے بنائے جاتے تھے۔ جن میں روشنی اور ہوا کا مناسب بندوبست کیا جاتا تھا۔ گھر کے غسل خانے بہت کشادہ اور صاف تھے۔ پینے کے پانی کے لیے کنوئیں موجود تھے۔

گندھارا تہذیب کے اہم مقامات پشاور، چارسدہ، سوات اور ٹیکسلا رہے ہیں۔ سیاسی لحاظ سے چارسدہ اور پشاور گندھارا دور کے دارالخلافے رہے ہیں۔ گندھارا تہذیب کی شہرت کی بنیادی وجہ فنونِ لطیفہ بالخصوص سنگ تراشی میں کمال ہے۔ جسے پوری دنیا میں سراہا گیا۔ یہ علاقہ کچھ عرصہ تک پہلے ایران اور پھر یونان کے زیرِ اثر رہا۔ اس لیے ہندی، ایرانی اور یونانی تہذیبوں نے مل کر یہاں ایک ایسی عظیم تہذیب کو جنم دیا جس میں ساری متمدن دنیا کی خصوصیات جمع ہوگئی تھیں۔

گندھارا کا ثقافتی مرکز ٹیکسلا تھا۔ یہ شہر علم و فن کا مرکز تھا۔ یہاں کی درسگاہیں مشہور تھیں۔ جہاں دیگر ممالک سے بھی طلبہ علم حاصل کرنے کی غرض سے آتے تھے۔ گندھارا کے علاقے سے سنگ تراشی اور مجسمہ سازی کے بے شمار نادر نمونے ملے ہیں جو اس وقت ٹیکسلا، پشاور اور سوات کے عجائب گھروں میں نمائش کے لیے رکھے گئے ہیں۔

درج بالا مقامات کے علاوہ پاکستان کے طول و عرض میں بے شمار تاریخی عمارتیں بھی موجود ہیں جو ہمارے قیمتی تاریخی ورثے کا حصہ ہیں۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:-

1۔ قلعہ بالا حصار اور مسجد مہابت خان (پشاور)
2۔ بادشاہی مسجد، شاہی قلعہ اور شالامار باغ (لاہور)
3۔ جامع مسجد (ٹھٹھہ)

پاکستانی ثقافت کی مشترکہ خصوصیات

آج پاکستانی ثقافت کے جو خدوخال ہمیں نظر آتے ہیں۔ وہ ہمارے ہزاروں سالہ ثقافتی ورثے کا

حصہ ہیں۔ ہمارے رُجحانات، فنون، دست کاریوں، رہن سہن، لباس، خوراک وغیرہ میں بہت کچھ اب بھی ایسا ہے جسے سمجھنے اور پرکھنے کے لیے ہمیں اپنے ماضی میں بہت پیچھے جانا پڑتا ہے، مگر پچھلے ایک ہزار سال سے مذہب اسلام نے ہماری تہذیب و ثقافت پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ ہماری ثقافت کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں۔

1۔ مذہبی یک جہتی

ہماری ثقافت کی سب سے بڑی خاصیت اس کا اسلامی رنگ ہے۔ ہماری آبادی کی غالب اکثریت مسلمان ہے اور یہ ایک مضبوط کڑی ہے جو ہمیں بھائی چارے، محبت اور دوستی کے لازوال رشتوں میں باندھے ہوئے ہے، کیونکہ اسلام نسلی برتری، ذات پات اور علاقائی دھڑے بندیوں کی نفی کرتا ہے۔ ایک علاقے کے لوگ دوسرے علاقے کے لوگوں کے ساتھ آزادانہ میل جول اور رشتہ داریاں کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک میں جملہ اقلیتوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہر طرح کی مراعات اور آزادی حاصل ہے۔

2۔ مخلوط ثقافت

پاکستانی ثقافت ایک مخلوط ثقافت ہے۔ مختلف زاویوں سے دیکھنے سے اس کے مختلف پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ مقامی قدیم باشندوں کے علاوہ یہاں عربی، ایرانی، تورانی اور یونانی نسلوں کے لوگ آباد ہیں۔ ہر گروہ اپنے ساتھ اپنے علاقائی اور نسلی رسم و رواج، رہن سہن کے طریقے، لباس اور زبان لے کر آیا تھا۔ اس گروہی ثقافت نے دوسرے گروہوں پر اثر ڈالا۔ ان تمام ثقافتی دھاروں کا مرکز پاکستانی ثقافت ہے۔

3۔ مرد و عورت کا مقام

پاکستانی معاشرے میں مرد کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ وہ خاندان کا سربراہ ہوتا ہے۔ نسل باپ کے نام سے چلتی ہے مگر اس کے ساتھ پاکستانی معاشرے میں عورت کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔ گھر کے اندر اُسی کی حاکمیت ہے۔ گھر کی دیکھ بھال اور اولاد کی تربیت اُسی کی ذمہ داری ہے۔ عورت کو تعلیم حاصل کرنے، جائیداد بنانے، کاروبار کرنے اور وراثت میں اسلامی قانون کے مطابق حصہ طلب کرنے کا پورا پورا

حق حاصل ہے۔ شادی میں اس کی رضامندی لازمی ہے۔ پاکستانی ثقافت کی بنیاد چونکہ اسلام ہے۔ اس لیے مرد اور عورت کے حقوق کا تعین اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہی کیا جاتا ہے۔

4۔ معاشرت

پاکستانی معاشرت بنیادی طور پر سادہ اور حیادار ہے۔ لوگ عام طور پر روایت پسند ہیں اور ان کے رسم و رواج سادہ اور دلچسپ ہیں۔ زیادہ تر لوگ مشترکہ خاندانی نظام کے زیرِ اثر زندگی گزارتے ہیں۔ بڑوں کی عزت اور چھوٹوں سے پیار کیا جاتا ہے۔ لوگوں میں رواداری اور بردباری کا جذبہ موجود ہے۔ خواتین کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ زیادہ تر آبادی دیہات میں ہے جہاں لوگ کھیتی باڑی کر کے اور مویشی پال کر زندگی گزارتے ہیں۔ شہروں میں اکثر لوگ ملازمت پیشہ اور تاجر ہیں۔ شادی بیاہ اب بھی روایتی انداز میں ہوتے ہیں۔

5۔ لباس

پاکستان کا قومی لباس نہایت سادہ اور باوقار ہے۔ مرد شلوار قمیص یا کرتہ شیروانی اور ٹوپی یا پگڑی پہنتے ہیں۔ عورت کے لیے شلوار قمیص اور دوپٹہ عام لباس ہے۔ علاوہ ازیں ہر علاقے کا اپنا لباس ہے جو بعض علاقوں میں نہایت خوش رنگ، بارعب اور باوقار ہونے کے ساتھ ساتھ پہننے والے کے اعلیٰ ذوق کا ضامن بھی ہے۔ علاقائی لباسوں میں شلوار قمیص، پگڑی اور ٹوپی بڑی حد تک قدرِ مشترک ہے۔ کڑھائی والا لباس بھی عورتوں میں مقبول ہے، البتہ ہر علاقے کے لباس کی کانٹ چھانٹ، رنگ اور ڈیزائن مخصوص ہوتے ہیں مگر تمام تر لباس حیادار اور پردے کے تقاضوں کے مطابق ہوتے ہیں۔

6۔ خوراک

پاکستان میں عام لوگوں کی روزمرہ کی خوراک نہایت سادہ ہے۔ گندم کی روٹی یا چاول کے ساتھ گوشت، دال، سبزیوں کی ترکاری استعمال کرتے ہیں اور پینے کے لیے دودھ، لسی، چائے، قہوہ اور سادہ پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ البتہ شادی بیاہ اور دعوتوں میں پر تکلف ضیافتوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ علاقائی موسمی

تغیر و تبدل کے زیرِ اثر مختلف علاقوں میں بعض غذائیں دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ مقبول ہیں۔ مثال کے طور پر اہلِ خیبر پختونخوا چونکہ سرد اور خشک علاقے میں رہتے ہیں اس لیے یہاں گوشت کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے۔ سندھ اور پنجاب میں دودھ، دہی، گھی، سبزیاں وغیرہ پسند کی جاتی ہیں۔ بلوچستان میں دُنبے کا گوشت، پھل اور خشک میوہ جات ہر دلعزیز ہیں۔

7۔ فنِ تعمیر

پاکستان کے فنِ تعمیر کے پیچھے ہزاروں سالوں کی روایات کارفرما ہیں۔ یہاں کے لوگ ہمیشہ سے ماہرِ تعمیرات رہے ہیں۔ موہنجوداڑو و ٹیکسلا کی شہری تقسیم و تنظیم اور خانقاہوں کی تعمیرات، اسلامی دور کے باغات، محلات، قلعے، مقبرے اور مسجدیں اور ان کے سجاوٹی نقش و نگار دیکھ کر ان لوگوں کی تعمیرات میں فنی مہارت کا قائل ہونا پڑتا ہے۔ موہنجوداڑو اور ٹیکسلا کے شہر، تخت بھائی اور جولیاں کی خانقاہیں، اٹک اور رہتاس کے قلعے، لاہور کا قلعہ اور باغات، لاہور اور ٹھٹھہ کی بادشاہی مساجد، شاہ رکن عالم (ملتان)، جام نظام الدین (مکلی) اور جہانگیر کا مقبرہ (لاہور) ہمارے فنِ تعمیر کے بہترین نمونے ہیں۔

8۔ فنون

کئی فنون میں اہلِ پاکستان نے کمال حاصل کر رکھا ہے۔ دھاتوں سے مختلف قسم کے زیورات، برتن اور آلات بنانے کا فن اس خطے میں رہنے والوں نے پانچ چھے ہزار سال پہلے سیکھ لیا تھا۔ البتہ لوہے کا استعمال بعد میں 1000 قبل مسیح میں شروع ہوا۔ موہنجوداڑو کے لوگ کانسی کو پگھلا کر ڈھلائی کے فن، پتھر تراش کر مختلف اشیاء بنانے اور مہریں کندہ کرنے کے فن سے بخوبی آشنا تھے۔ سن عیسوی کی پہلی پانچ صدیوں میں شمالی پنجاب اور صوبہ خیبر پختونخوا (قدیم گندھارا) میں سنگ تراشی کا فن اپنے عروج پر تھا۔ یہ فن بدھ مت کے عروج کے زمانے میں یونانی اور مغربی ایشیائی اثرات کا حامل ہے۔ اب بھی اس علاقے میں ایسے لوگ موجود ہیں جو سنگ تراشی کا کام بڑی خوبصورتی سے کر لیتے ہیں۔

اسلام کا عمل دخل بڑھا تو فن کے بارے میں ترجیحات، میلانات اور رجحانات بھی بدلنے لگے۔ بت تراشی کی جگہ عمارتی سنگ تراشی نے لے لی۔ چوکنڈی اور مکلی (سندھ) کے بے شمار مقبرے اس فن کے بہترین

نمونے ہیں۔ مسلمانوں بالخصوص مغلوں نے ان علاقوں میں جن پر آج پاکستان مشتمل ہے اپنی عمارتوں کی بیرونی سطح کو روشن ٹائیلوں اور سجاوٹی اینٹوں سے سجایا۔ عمارتوں کے اندرونی حصوں کو تصویروں اور بتوں سے سجانے کی بجائے دیواروں کو رنگوں سے ہندسی اشکال اور بیل بوٹوں والے پیچیدہ ڈیزائنوں سے آراستہ کیا۔ لاہور، ملتان، اُچ شریف اور ٹھٹھہ کی بے شمار عمارتیں مسلمانوں کے اسی جمالیاتی ذوق کا مظہر ہیں۔

ہمارے علاقے کے رہنے والے تصویر کشی کے فن سے قدیم زمانے سے واقف چلے آرہے ہیں۔ مغلیہ دور میں تو چھوٹی تصویریں بنانے کا فن اپنے انتہائی عروج پر تھا اور اس کے مشہور مراکز میں سے ایک لاہور بھی تھا۔ عہدِ مغلیہ کے زوال کے بعد اور سکھوں کے دور میں یہ فن لاہور اور پنجاب کے پہاڑی علاقوں میں سمٹ کر رہ گیا۔ موجودہ دور میں بھی کئی فن کار اس فن کو زندہ رکھنے میں کوشاں ہیں۔ اس سلسلے میں عبدالرحمٰن چغتائی کی کاوشوں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ دیگر چھوٹے فنون مثلاً زیورات سازی، سکہ سازی اور قیمتی و نیم قیمتی پتھروں کے زیورات بنانے میں ہمارے فن کار ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ پشاور، ٹیکسلا، لاہور، حیدرآباد اور کراچی کے عجائب گھروں میں رکھے ہوئے زیورات اور مہریں ان کے فن کی عظمت کی گواہی دیتے ہیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں میں لکڑی پر کندہ کاری کا کام قدیم زمانے سے اب تک مشہور ہے۔ اس فن کے مشہور مراکز چنیوٹ، ہالہ، کشمور، ملتان، جھنگ، بھیرہ، پشاور، سوات، دیر اور کشمیر ہیں۔ اس کے علاوہ فرنیچر پر کندہ کاری، پچی کاری اور لاکھ کا کام آج بھی ترقی کر رہا ہے۔

9۔ دست کاریاں

دست کاریوں کا ہنر پاکستانیوں کو ہزارہا سال کے ورثے میں ملا ہے۔ پاکستان کے دست کار نہایت ماہر، چابک دست اور جمالیاتی ذوق کے حامل ہیں۔ زیادہ تر دست کاریوں کا ہنر نسل در نسل ایک ہی خاندان کے افراد کے ہاتھوں میں رہتا ہے۔ دست کاریوں کا زیادہ تر کام عورتیں کرتی ہیں۔ دست کاریوں میں قدیم ترین مٹی کے ظروف اور چھوٹی چھوٹی مورتیاں (گھگھوڑے) بنانا ہے۔ یہ فن کم از کم آٹھ دس ہزار سال پرانا ہے۔ مسلمانوں نے اس فن میں یہ اضافہ کیا کہ رنگ دار ظروف کے ساتھ چمکیلی ٹائلیں بنانے کے ہنر کو رواج دے کر عروج پر پہنچایا۔ آج کل گلدار روغنی ظروف بنانے کا فن صرف ہالہ (سندھ) اور ملتان (پنجاب) تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔ مغل دور میں بھی یہ ہنر زیادہ تر پنجاب اور سندھ تک محدود رہا۔ عام مٹی کے ظروف کے لیے

گجرات (پنجاب) شہرت دوام حاصل کر چکا ہے، اور آج اسی علاقے میں چینی ظروف سازی کے بیشتر کارخانے کام کر رہے ہیں۔

پیتل، تانبے اور کانسی کے برتنوں پر کندہ کاری کا بہترین کام ہمیشہ کی طرح اب بھی پشاور میں ہوتا ہے۔ خوبصورت زیور بنانے کا فن بھی اہلِ پاکستان کو ورثے میں ملا ہے۔ کبھی ٹیکسلا سونے اور چاندی کے زیورات کے لیے بہت مشہور تھا۔ اس کے عجائب گھر میں رکھے ہوئے کئی ہزار سال پرانے زیورات اہلِ ذوق کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں۔ آج کل قریباً ہر بڑے شہر میں نازک سے نازک اور نفیس ترین زیورات بنانے والے موجود ہیں۔ چاندی کے زیور بنانے میں آج بھی پشاور، ملتان، بہاولپور اور حیدرآباد کے سُنار بڑے ماہر مانے جاتے ہیں۔

قالین بافی کا فن بھی ہمارے ہاں قدیم زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ مغلیہ دور میں لاہور کی قالین بافی کی فیکٹری دنیا بھر میں مشہور تھی۔ پنجاب اور بلوچستان میں آج بھی یہ ہنر زندہ و تابندہ ہے۔ سندھ اور بلوچستان کے لوگ بکری کے بالوں سے قالین بناتے ہیں۔ کشمیری لوگ روایتی نمدے بنانے میں ماہر ہیں اور اہلِ خیبر پختونخوا افغانی طرز کے قالینوں اور غالیچوں کو پسند کرتے ہیں۔

اہلِ پاکستان کو جو دیگر ہنر ورثہ میں ملے ان میں کشیدہ کاری، سوزن کاری اور پیچ ورک کے ہنر بھی شامل ہیں۔ بلوچستان اور سندھ کی خواتین اپنی قیصوں، دوپٹوں، اوڑھنیوں، گدوں اور سرہانوں کے غلافوں پر یہ کام بڑی مہارت، صفائی اور خوبصورتی سے کرتی ہیں۔ گلکاری و کشیدہ کاری اہل پنجاب اور خیبر پختونخوا کے بعض علاقوں کا ایک قدیم ہنر ہے۔ اس میں کھدر کی چادر پر خالص ریشم کے دھاگوں سے کڑھائی کا کام بڑی خوبصورتی سے کیا جاتا ہے۔ ہزارہ اور سوات کے علاقوں میں یہ کام اب بھی مقبول ہے۔ کشمیری شالوں پر کشیدہ کاری کا کام صدیوں سے کشمیری مسلمانوں کا طرۂ کمال رہا ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی بہت سے کشمیری ہنر مند اس فن کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس طرح ملتان میں اونٹ کی کھال پر کام، خیبر پختونخوا کی کڑھائی والی کرتیاں، سندھ، پنجاب، اور خیبر پختونخوا میں ہاتھ سے چھپائی والے کپڑے، چنیوٹ میں لکڑی کے فرنیچر پر کندہ کاری اور کشمیر و ڈیرہ اسماعیل خان میں لاکھ کا کام وغیرہ۔ الغرض پاکستان مختلف دست کاریوں کا گہوارہ ہے اور اہلِ فن ایسے ایسے خوبصورت دست کاری کے نمونے بناتے ہیں کہ وہ لوگوں کا دل موہ لیتے ہیں۔ دست کاریوں کے بین الاقوامی میلوں میں پاکستان کی دستکاریاں خاص توجہ کا مرکز بنتی ہیں۔

10۔ کھیل تماشے اور میلے

کھیل تماشے اور میلے ٹھیلے پاکستانی ثقافت کا ایک اہم حصہ ہیں۔ ملک کے ہر حصے میں میلے یا تہوار، موسموں اور فصلوں کے حساب سے یا بزرگانِ دین کے عُرس کے موقعوں پر لگتے ہیں۔ ان میلوں میں ملکی ثقافت کی بھرپور عکاسی ہوتی ہے۔ دور دور سے لوگ ان میلوں میں شامل ہوتے ہیں۔ عام دنوں کے علاوہ ان میلوں ٹھیلوں میں بھی کھیلوں کے مقابلے ہوتے ہیں اور جیتنے والوں کو انعامات دیے جاتے ہیں۔

پاکستان میں بہت سے روایتی کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ ان میں کشتی، بیل دوڑ اور کبڈی کافی مقبول ہیں۔ سندھ میں ملاکھڑا عوامی کھیل سمجھا جاتا ہے۔ یہ کبڈی کھیلنے کا خاص انداز ہے۔ پاکستان کی ہاکی ٹیم کا دنیا کی چند مشہور ٹیموں میں شمار ہوتا ہے۔ فٹ بال اور والی بال قریباً ہر گاؤں اور قصبے میں کھیلے جاتے ہیں۔ سکواش میں بھی پاکستان کا دُنیا میں ایک نام ہے۔ اسی طرح پاکستان کی کرکٹ ٹیم کا دُنیا کی مشہور ٹیموں میں شمار ہوتا ہے۔ ہاکی، کرکٹ اور سکواش میں پاکستان نے بہت سے نامور کھلاڑی پیدا کیے ہیں۔

11۔ شادی بیاہ کی رسمیں:

شادی بیاہ کی رسموں کے سلسلے میں پاکستانی ثقافت اپنے اندر ایک انفرادی حیثیت کی حامل ہے۔ اس پر اسلامی رنگ صاف نظر آتا ہے۔ اسلام میں شادی کا آغاز نکاح جیسی پاکیزہ رسم سے ہوتا ہے۔ اسلام میں نکاح کو ایک عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ ملک کے ہر حصے میں اس خوشی کے موقع پر لوگ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق خوشی مناتے ہیں۔ پرتکلف کھانوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ لوگ، بالخصوص بچے اور خواتین خوش نما رنگوں والے زرق برق لباس زیب تن کرتے ہیں۔ خوب چہل پہل ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ شادی والے گھر کی طرف سے گزرنے والے شخص کو بغیر پوچھے یا بتائے علم ہو جاتا ہے کہ یہاں شادی کی تقریب ہو رہی ہے۔

اسلام نے ہمیں شادی جیسے خوشی کے موقع پر بھی انتہائی سادگی اپنانے کا درس دیا ہے مگر اس خطے کے لوگوں پر دیگر قوموں کی رسمیں بھی اثر انداز ہوئی ہیں۔ جس کے نتیجے میں بعض ایسی رسمیں بھی جگہ پا چکی ہیں جنھیں پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہیے۔ مثلاً جہیز کی نمائش، محفلِ موسیقی کا انتظام۔ البتہ لوگوں میں تعلیم

اور اسلامی شعور کی وجہ سے اب انفرادی اور حکومتی سطح پر بھی کوششیں جاری ہیں کہ ان بری رسموں سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ جہیز کے سلسلے میں تو جہیز آرڈیننس (Dowry Ordinance) بھی جاری ہو چکا ہے۔ شادی کے اخراجات میں ہاتھ بٹانے کی غرض سے 'سلامی' اور 'نیوتا' وغیرہ کی رسومات بھی رائج ہیں۔

12۔ پیدائش اور موت کی رسمیں

پیدائش کے وقت مٹھائی وغیرہ تقسیم کر کے خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق نومولود کے کان میں اذان دی جاتی ہے تا کہ شروع سے ہی اُس کے دماغ پر کندہ ہو جائے کہ اللہ واحد و یگانہ ہے اور یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ عزیز و اقارب اور دوست احباب اس خوشی کے موقع پر مبارک باد کہنے کے لیے اُس گھر جاتے ہیں جہاں بچہ پیدا ہوا ہو۔ بیشتر لوگ نومولود کو روپے پیسے یا دیگر تحائف بھی دیتے ہیں۔

اگر کسی کے ہاں کوئی فوت ہو جائے تو اس صورت میں بھی ایک خاص طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔ تمام عزیز و اقارب اور محلے دار غم میں شریک ہوتے ہیں۔ تجہیز و تکفین کے انتظامات اکثر و بیشتر عزیز و اقارب ہی کرتے ہیں۔ گھر والوں اور دور سے آئے ہوئے مہمانوں کے لیے کھانے پینے کا انتظام بھی عزیز و اقارب اور ہمسائے کرتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کا آپس میں میل جول اور تعاون بڑھتا ہے۔ جس قدر ممکن ہو زیادہ سے زیادہ لوگ جنازے میں شریک ہوتے ہیں۔ بعد میں بھی لوگ غم میں شرکت کے اظہار کے لیے سوگوار گھر میں جا کر دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور پسماندگان کو ہر طرح کی امداد و تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ دوسروں کے دُکھ درد میں شرکت سے معاشرے میں بھائی چارے اور تعاون کے جذبات بڑھتے ہیں۔

''پاکستانی بنو پاکستانی مصنوعات خریدو''

جدید دور کے ترقی یافتہ ذرائع ابلاغ کی وجہ سے دُنیا ایک بین الاقوامی گاؤں (Global Village) کا روپ دھار چکی ہے۔ ان حالات میں علاقائی اور قومی ثقافتوں کو دُنیا کی ترقی یافتہ ثقافتوں کی یلغار کا سامنا ہے۔ بدلتے ہوئے حالات میں حکومت پاکستان نے ملکی ثقافت اور اقدار کو تقویت دینے کے لیے ''پاکستانی بنو اور پاکستانی مصنوعات خریدو'' (Be Pakistani, Buy Pakistani) کا نعرہ بلند کیا تا کہ

نہ صرف ملکی اقدار و ثقافت کو قائم رکھا جا سکے بلکہ پاکستانی معیشت بھی ترقی کر سکے۔

صنفی توازن - سوال اور مسائل

پاکستانی معاشرہ مرد کی سربراہی پر قائم ہے۔ گھر اور معاشرے کے تمام اہم فیصلے مرد کرتے ہیں۔ اگرچہ عورت کو گھر میں مکمل آزادی حاصل ہے لیکن پھر بھی مردوں کی صلاح کے بغیر فیصلے نہیں کیے جاتے۔ روایتی اقدار کے تحت مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔ تعلیم اور زمانے کے بدلتے ہوئے حالات سے روایتی اقدار میں بھی تبدیلیاں آ رہی ہیں چونکہ پاکستان کی زیادہ تر آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔ جہاں تعلیم کم ہے اور لوگ روایت پسند ہیں وہاں پر اب بھی خواتین کو زیادہ تر مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان مسائل میں سے چند اہم مسائل درج ذیل ہیں:-

1. تعلیم سے محرومی
2. غذا کی کمی یا ناقص غذا
3. حفظانِ صحت سے لاعلمی
4. روزگار کے ناموافق حالات
5. غیرت کے نام پر قتل وغیرہ۔

دیہاتوں میں اب بھی زیادہ تر خواتین کو ان مسائل کا سامنا ہے مگر شہری علاقوں میں جدید تعلیم کے حصول نے مرد اور عورت کے درمیان تفریق کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ عورتوں کے استحصال کے خاتمے کے لیے حکومت بھی مختلف قسم کے اقدامات اٹھا رہی ہے۔ آئین میں واضح طور پر لکھ دیا گیا ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں اور سب کو بنیادی حقوق بلا تفریق حاصل ہوں گے۔

اسلام میں عورتوں کے حقوق

مذہب اسلام میں مرد اور عورت کے مابین صنف کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے حقوق اور ذمہ داریاں عطا کی ہیں۔ چونکہ دونوں صنفوں کی جسمانی ساخت مختلف ہے۔ لہٰذا اس کے مطابق چند ذمہ داریوں کی بجا آوری میں فرق رکھا ہے ورنہ تو دونوں صنفوں کو اللہ تعالیٰ نے برابر رکھا ہوا

NOT FOR SALE

ہے۔قرآن مجید کی سورۃ التوبہ میں ارشاد ہوتا ہے کہ:
"سچے اور ایماندار مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے برابر کے دوست ہیں۔ جو حلال ہیں یہ
اُن کی ہدایت کرتے ہیں اور جو حرام ہیں اُن سے منع کرتے ہیں۔ یہ اپنی نمازیں پڑھتے ہیں۔
زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں۔
اِن پر اللہ کا رحم ہوگا۔ وہ طاقتور اور دانا ہے۔" (التوبہ 9-71)

قرآن مجید کی ایک اور سورہ آلِ عمران میں ارشاد ہوا ہے۔
"میں کسی مرد اور عورت کو اُس کی محنت کا صلہ دینے سے انکار نہیں کروں گا۔ تم ایک
دوسرے کی پیداوار ہو۔" (آلِ عمران 3 - 195)

اسلام کی ان ہی تعلیمات کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ وسلم کے دور میں خواتین مذہبی اور دُنیاوی دونوں قسم کی تعلیم حاصل کر رہی تھیں، نہ صرف یہ بلکہ مردوں کے شانہ بشانہ کھیتی باڑی، کاروبار اور دوسرے ذرائع روزگار میں سرگرم عمل تھیں۔ اُس وقت خواتین نے غزوات میں بھی صحابہؓ کا ہاتھ بٹایا اور زخمیوں کی تیمارداری کی۔

امام ابنِ قیم نے مسلمان مردوں اور خواتین ماہرینِ قانون کی ایک فہرست تیار کی ہے۔ اس فہرست پر نظر دوڑانے سے پتا چلتا ہے کہ ان میں بہت سارے نام خواتین ماہرینِ قانون کے بھی ہیں۔ ان میں چند مشہور درج ذیل ہیں:۔

حضرت عائشہؓ، حضرت اِم سلمہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت اُمِ حبیبہؓ، حضرت لیلیٰؓ بنتِ قائم، حضرت اُم شریکؓ، حضرت خولہؓ بنت اُمِ دَردا، حضرت عتیقہ بنتِ زیدؓ، حضرت اسماء بنتِ ابوبکرؓ، سہلہ بنتِ سہیلؓ، جویریہؓ، میمونہؓ، فاطمہؓ بنتِ قیس، اُم ایمنؓ، اُم یوسفؓ وغیرہ وغیرہ

اسلامی تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ خواتین نہ صرف تعلیم حاصل کرنے اور مختلف قسم کے پیشے اپنانے میں آزاد تھیں۔ بلکہ اُن کو اہم سرکاری عہدوں پر بھی تعینات کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں سب سے اہم مثال شفہ بنتِ عبداللہؓ کی دی جاسکتی ہے۔ جس کو خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے پرائس کنٹرول آفیسر (Officer Price Control) مقرر کیا تھا۔

اسلام کی رو سے خواتین کی اپنی ایک انفرادی حیثیت ہے۔ اُن کو مردوں کے برابر مذہبی و دُنیاوی

تعلیمات حاصل کرنے، حصولِ روزگار، کاروبار چلانے، کسی چیز کی ملکیت حاصل کرنے اور اُس سے فائدہ حاصل کرنے اور کسی چیز میں اپنی صلاحیتوں کو منوانے کی بھرپور آزادی دی گئی ہے۔ بلکہ بعض چیزوں میں تو خواتین کو مردوں سے زیادہ حقوق دیے گئے ہیں۔ مثلاً اسلام کی رو سے گھر کا خرچ چلانا مردوں کی ذمہ داری ہے۔ خواتین کی نہیں۔ یہ خواتین کا قانونی حق بنتا ہے کہ اگر اُس کے گھر کے خرچے کا انتظام نہیں کیا جاتا تو وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے خلاف عدالت سے رجوع کرسکتی ہے۔ اگر خرچ دینے والا کوئی قریبی مرد رشتہ دار نہیں تو اُس کے گھر کے خرچ کی ذمہ داری اسلامی حکومت کی ہے کہ وہ اُسے تمام اشیائے ضرورت مہیا کرے۔ اس طرح دیکھا جاسکتا ہے کہ ایک صحیح اسلامی معاشرے اور حکومت میں خواتین کو بہتر مقام بخشا گیا ہے۔

خواتین کی پاکستان کی سیاسی اور معاشی سرگرمیوں میں شرکت

برصغیر ہندو پاک کی مسلمان خواتین نے ہمیشہ سے ملک کی سیاسی اور معاشی سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے۔ تحریکِ پاکستان میں مسلمان خواتین کا بھرپور حصہ رہا ہے اور چند خواتین نے ملکی تاریخ پر انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ ان میں محترمہ فاطمہ جناح اور رعنا لیاقت علی خان کے نام نمایاں ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی خواتین نے ملکی سیاست میں بھرپور حصہ لیا ہے۔

حکومت پاکستان نے ملکی سیاست میں خواتین کو فعال کرنے کی غرض سے 2002ء میں آئینِ پاکستان میں ترمیم کر کے خواتین کے لیے قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں 33% نشستیں مخصوص کرائیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکتوبر 2002ء کے عام انتخابات میں خواتین کی ایک بڑی تعداد قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں پہنچی اور یوں اُن کو ملکی قوانین کے وضع کرنے میں ایک اہم مقام حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ ضلعی حکومتوں میں بھی خواتین کے لیے نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے خواتین کو مقامی حکومتوں کے چلانے میں بھی ایک اہم ذمہ داری سونپی گئی۔

خواتین کے لیے اسمبلیوں اور مقامی حکومتوں میں نشستیں مخصوص کرنا دراصل اُن کے ساتھ دُہری رعایت ہے، کیونکہ خواتین عام نشستوں پر مردوں کے مقابلے کے لیے بھی نامزد کی جاسکتی ہیں لیکن خواتین کے لیے مخصوص نشستوں پر مردوں کی نامزدگی ناممکن ہے۔

سیاسی سرگرمیوں کے علاوہ آج کل خواتین ملک کی معاشی زندگی میں بھی اہم کردار ادا کر رہی ہیں۔

لہٰذا ہم دیکھتے ہیں کہ خواتین ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، وکلاء، سرکاری آفیسر، فیشن ڈیزائنر، بینکر اور سرمایہ کاروں کی شکل میں ملک کے معاشی نظام میں قابلِ قدر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ یہ بات قابلِ تحسین ہے کیونکہ خواتین ملکی آبادی کا نصف حصہ ہیں۔ کوئی بھی ملک آبادی کا نصف حصہ مفلوج کر کے ترقی حاصل نہیں کرسکتا۔ لہٰذا ملک کے بہتر مستقبل کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ معاشی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر خواتین کی حوصلہ افزائی کی جائے اسی میں ملک کی بہتری اور بقاء ہے۔

مشق

1. خالی جگہوں کو موزوں الفاظ سے پُر کریں۔

i. پاکستان کی سرزمین قدیم ثقافتوں اور تہذیبوں کا __________ رہی ہے۔

ii. گندھارا تہذیب کا پہلا دارالخلافہ __________ ہے۔

iii. گندھارا دور میں پشاور کو __________ کہتے تھے۔

iv. ثقافت میں سب سے بنیادی چیز __________ ہے۔

v. گندھارا کا ثقافتی مرکز __________ ہے۔

2. بریکٹ میں دیے گئے الفاظ میں سے درست الفاظ کا انتخاب کریں۔

i. ساتویں صدی عیسوی کی ابتداء میں کون سے چینی سیاح نے گندھارا کا دورہ کیا؟

(چیانگ زے چن، ہوچی من، ہیون سانگ)

ii. ہندوؤں کی مشہور مذہبی کتاب کا نام ہے۔

(رگ وید، گرنتھ، مالا)

iii. گندھارا کون سی سلطنت کا حصہ تھا؟

(ایرانی، افغانی، ہندوستانی)

iv. حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ حکومت میں کس مسلمان خاتون کو پرائس کنٹرول آفیسر مقرر کیا تھا؟

(اسماء بنت ابوبکرؓ، ام سلمٰیؓ، شفعہ بنت عبداللہؓ)

3. مندرجہ ذیل میں صحیح اور غلط کی نشاندہی کریں۔

i. حضور صلی اللہ علیہ وعلٰی الہ واصحابہ وسلم کے دور میں خواتین دنیاوی تعلیم بھی حاصل کرتی تھیں۔

ii. گندھارا کا ثقافتی مرکز چارسدہ تھا۔

iii. بلوچی ثقافت پر ایرانی ثقافت کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔

iv. موہنجوداڑو بلوچی ثقافت کا مرکز تھا۔

v. گندھارا کے مجسمہ سازی کے فن پر یونانی اثرات ہیں۔